علّامہ اقبال اور خطائے الہام

پروفیسر مرزا محمد منور

یہ مقالہ در حقیقت حضرت علامہ کے شعر ذیل کی تشریح ہے:

صاحب ساز پہ لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش

یہاں ساز، صاحبِ ساز، آہنگ اور سروش خاص معانی و احوال کے حامل ہیں۔ لفظی معنی یہ کہ صاحب ساز کو ہر دم آگاہ رہنا چاہیئے کہ جو فرشتہ اسے دھنیں املا کرا رہا ہے یا سکھا رہا ہے کہیں خود تو بے سرا اور خارج از آہنگ نہیں ہو رہا۔۔۔۔ مگر حق یہ ہے کہ حضرت علامہ نے رمز و ایما میں جو بات کی ہے وہ یہ کہ سالک کو اور صاحب وجدان و القا کو ہر لحظہ باخبر رہنا چاہیئے کہ آیا جسے وہ الہام "القا" یا وجدان کی عطا جان رہا ہے وہ کلاًدرست بھی ہے یا نہیں؟ ممکن ہے جس آواز کو فرشتے کی آواز یا غیبی اشارہ یا الہام والقا جانا جا رہا ہو وہ مبنی بر خطا ہو۔ بلکہ ممکن ہے جسے سالک فرشتے کی آواز سمجھ رہا ہو۔ وہ سرے سے فرشتے کی آواز نہ ہو وہ کوئی طاغوتی صدا ہو یا سالک کے اپنے نفس امارہ کا اشارہ ہو۔

مراد یہ ہے کہ وہ بھی جنہیں ہادی ہونے کا یقین یا زعم حاصل ہے وہ بھی ہر لحظہ بیدار رہیں اور وہ بھی جو ہادیان راہ حق کے عقیدت مند ہیں ہر دم چوکنے رہیں کہ وہ کیا قبول کر رہے ہیں؟ سالک کے احوال میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ فقرا اور درویش بھی ان تغیرات سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ لہذا خود فقیر کا فرض ہے کہ حسی کان یا وجدانی کان سے جو جو کچھ سنے اسے جوں کا توں قبول نہ کرے۔ حضرت شاہ غلام علی مجددی و مظہریؒ کے ملفوظات مبارکہ "دارالمعارف" میں منقول ہے کہ بعض اوقات بزرگوں کو کوئی شے کشف ہوتی ہے۔ لیکن اس کی تعبیر میں غلطی واقع ہوجاتی ہے۔ یہ کشف کی تفسیر نہیں، تعبیر کی تفسیر ہے لہذا ضروری ہے کہ تعبیر میں دقت نظر یعنی پورے غور و خوض سے کام لیا جائے وہی صاحب ساز کو ہدایت کہ وہ غافل نہ رہے۔

حضرت علامہؒ کا شعر جو اوپر درج ہوا نہ جانے کس کیفیت اور کس مقام پر کہا گیا۔ کوئی شخص جو وجدانی لطافتوں اور نزاکتوں سے بخوبی آگاہ نہ ہو اور پھر القائی یا وجدانی سینکڑوں خطاؤں کے امکان سے بھرپور واقفیت نہ رکھتا ہو۔ ایسی تنبیہ صادر نہیں کر سکتا۔ اس خطا کے اثر سے محفوظ رہنے کا طریقہ سیدھا اور آسان ہے۔ اور وہ ہے شریعت کی کسوٹی کہ کون سی شے شرع سے متصادم ہے۔ اور کون سی شے ہے جو اہل شرع کی تقویت کا باعث بن سکتی ہے۔ دینِ اسلام کا مرکزی نشان حضور نبی اکرم ﷺ ہیں۔ جو وجدان، کشف، القا یا الہام و کرامت روحِ اسلام کو مجروح کرے یا وہ سرے سے باطل ہے یا اس کی حیثیت رمزی ہے اور اسے سمجھنے میں غلطی سرزد ہوئی۔ حضرت علامہؒ کا ارشاد ہے:

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو لہبی است!

ایک اور مقام پر فرمایا:

مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بند و راہ مصطفیٰ رو

اگر اس دنیا میں تم واقعی اس مقام بلند تک پہنچنا چاہتے ہو جو فرد آدم کے لئے مخصوص ہے تاکہ سچ مچ کے فرد آدم بن جاؤ تو اس کے لئے راہ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ دل کو اللہ کے ساتھ وابستہ رکھو، رخ اللہ کی طرف رکھو اور راستہ وہ اختیار کرو جو نبی اکرم ﷺ کا راستہ ہے۔ صاحب سازوالے شعر میں تنبیہ صریح اسی امر کی جانب اشارہ کر رہی ہے کہ ہر وہ امر جو راہ مصطفی ﷺ سے ہٹائے یا آپ ﷺ کی شریعت کے باب میں غافل کر دے وہ غیر دین ہے، غیر اسلام ہے، ایسی غلطیوں کے سرزد ہونے کا امکان زیادہ تر وہیں ہوتا ہے جہاں بظاہر کاروبار خدمت دین عمل میں آ رہا ہو اور دین سے محبت رکھنے والے افراد خدمت دین کے جذبۂ بے پناہ کی خاطر عقیدت مند ہوں اور پھر اس عقیدت کے پردے میں جملہ دین کو رفتہ رفتہ زہر آلود کیا جا رہا ہو۔۔۔۔۔۔ صفحہ چار سو پر حضرت قاضی قطب الدینؒ کا قول منقول ہے کہ "ہر وہ نور جو شریعت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا وہ نور نہیں تاریکی ہے"۔

ملک فضل الدین اور چنن دین کے شائع کردہ مکاتیب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دفتر اول کے صفحہ دو سو چودہ اور پندرہ پر یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے کہ آیا طالبان صادق کے کشف و شہود میں القائے شیطانی کا عمل دخل ممکن ہے۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا بالکل ممکن ہے اور پھر ایک آیہ کریمہ دہرائی جس کا معنی ہے کہ انبیاء کو بھی شیطان گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس آیت کا معنی ہے کہ اللہ منسوخ کر دیتا ہے شیطانی کلمات کو اپنے کلمات سے اور پھر اپنے احکام کو مستحکم کر دیتا ہے۔ اس آیت کو بیان کر کے حضرت مجدد وضاحت فرماتے ہیں کہ اولیاء میں یہ بات لازم نہیں ہے (مراد ہے کہ وحی خداوندی لازم نہیں کہ اولیاء کو بروقت آگاہ کرے) کیونکہ وہ نبی ﷺ کے تابع ہے جو کچھ نبی ﷺ کے تابع نہیں پائے گا اس کو رد کرے گا۔

حضرت مجددؒ کا ارشاد ہے کہ دین کے ضمن میں خالی عقل کام نہیں دیتی فرماتے ہیں: "اور وہ شخص جو تمام احکام شریعہ کو اپنی عقل کے مطابق کرنا چاہے اور عقلی دلائل کے برابر کرنا چاہے وہ شان نبوت کا منکر ہے۔ (ص۔۳۵۹) لہذا شیطانی وسوسوں کو بھی خالی عقل کی مدد سے نہ دور کیا جاسکتا ہے اور نہ ان کے لئے جواز ڈھونڈا جاسکتا ہے ورنہ ہر وہ کام جو خود آدم کرنا چاہے اس کے لئے وہ دلیل اختراع کر لیتا ہے۔ "مرضی سپرد عقل ہوئی بن گئی دلیل" اسی کتاب کے صفحہ ۳٦٦ اور ۳٦۷ پر اسی امر کی مزید وضاحت کے طور پر حضرت مجددؒ لکھتے ہیں:

"بعض اوقات بعض علوم الہامی میں بھی جو خطا ہو جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ بعض مسلمہ مقدمات جو صاحب الہام کے نزدیک ثابت ہیں اور حقیقت میں کاذب ہیں علوم الہامی کے ساتھ اس طرح مل جاتے ہیں کہ صاحب الہام تمیز نہیں کر سکتا بلکہ تمام علوم کو الہامی خیال کرتا ہے۔ بس ان علوم کے بعض اجزاء میں خطا ہونے کے باعث مجموعہ علوم میں خطا واقع ہو جاتی ہے اور نیز کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کشف اور واقعات اسور غیبی کو دیکھتا اور خیال کرتا ہے کہ ظاہر پر محمول ہیں اور صورت پر منحصر ہیں تو اس خیال کے موافق حکم کرتا ہے اور خطا واقع ہو جاتی ہے اور نہیں مانتا کہ وہ امور ظاہر کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں اور تاویل و تعبیر پر محمول ہیں اس مقام پر تمام کشف غلط واقع ہوتے ہیں۔ غرض جو کچھ قطعی اور اعتبار کے لائق ہے وہ صرف کتاب و سنت ہے جو وحی قطعی سے ثابت ہوئے ہیں اور فرشتہ کے نازل ہونے سے مقرر ہوئے ہیں اور علماء کا اجماع اور مجتہدین کا اجتہاد بھی انہی دو اصولوں کی طرف راجع ہے۔ ان چار شرعی اصولوں کے سوا۔

اور جو کچھ ہو خواہ صوفیاء کے علوم و معارف ہوں اور خواہ ان کے کشف و الہام۔ اگر ان اصولوں کے موافق ہیں تو مقبول ہیں ورنہ مردود۔ وہاں وجد و حال کو جب تک شرع کی میزان پر نہ تول لیں نیم جو سے بھی نہیں خریدتے اور کشف و الہام کو جب تک کتاب و سنت کی کسوٹی پر نہ پرکھ لیں نیم جیتل کے برابر بھی پسند نہیں کرتے"

غلطی اور خطا کی گنجائش تو ہر دم ہوتی ہے اور اس کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ آدمی مادہ بھی ہے روح بھی مادی قوی پر قابو

پا لینے کے بعد صاحب وجدان و القاء شخص نفس امارہ کی کارفرمائی سے کلیتاً محفوظ نہیں ہو جاتا بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک خیال، صدا یا القاء کو فرشتے کی آواز جانے حالانکہ وہ خود اس کی اپنی ہوس بول رہی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں حضرت بایزید بسطامیؒ کا مشہور قول ہے۔ "خواہ کوئی شخص صاحب کرامات ہی کیوں نہ نظر آئے حتیٰ کہ وہ ہوا میں بلندیوں پر اڑ سکتا ہو مگر تم دھوکا نہ کھانا۔ پہلے یہ دیکھو کہ اس کا عمل، اوامر و نواہی کے ضمن میں کیا ہے، وہ حدود کا لحاظ رکھتا ہے یا نہیں۔ شریعت کا احترام کرتا ہے یا نہیں۔ (التعرف القاہرۃ ص-۲۹) یہ ہوتی ہے اصولی اور پکی بات لیکن حضرت بسطامیؒ کے دو قول اہل نظر کو ہمیشہ پریشان کرتے رہے ان مقولوں کے لفظوں کی مختلف تعبیریں بھی کی جاتی رہیں۔ اس ضمن میں ان دو مقولوں کا ذکر فوائد الفواد کے حوالے سے کرتا ہوں کہ یہاں حضرت علامہ اقبال کا "صاحب ساز پہ لازم ہے کہ غافل نہ رہے" والا مضمون خوب کھلتا ہے۔ یاد رہے کہ "فوائد الفواد" حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ کے وہ ملفوظات ہیں جو حضرت خواجہ حسن سنجری دہلویؒ نے قلمبند فرمائے میرے سامنے محکمہ اوقاف کا شائع کردہ فارسی نسخہ ہے۔ یہ واقعہ جو میں عرض کرنے لگا ہوں کتاب مذکور کے صفحہ ۳۲۸ پر مندرج ہے۔ یوں ہے۔

حضرت حسن سنجریؒ نے گزارش کی کہ میں نے بھی سنا ہے اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے کہا تھا محمد ﷺ اور ان سے کمتر درجے کے انبیاء علیہم السلام سب قیامت کے دن میرے علم کے زیر سایہ ہوں گے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے وہیں فرمایا "نہیں حضرت بسطامی نے یہ نہیں کہا یہ الفاظ ان کے نہیں" ظاہر یہ کرنا تھا کہ حضرت خواجہ نظام الدینؒ آگاہ تھے کہ حقیقت کیا ہے مگر بات ختم نہیں ہوتی۔ حضرت حسن سنجریؒ نے عرض کیا یہ قول بھی حضرت بسطامیؒ کا ہے "سبحانی ما اعظم شانی" میں پاکیزگی کے بلند ترین مقام پر فائز ہوں۔ میری شان کتنی بلند ہے۔ ظاہر ہے یہ کلمات انتہائی جسارت کے حامل ہیں اور درویشانہ رویئے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ حضرت سنجریؒ کی عرضداشت سن کر حضرت خواجہؒ نے فرمایا "اس کلمہ کے سرزد ہونے کے بعد آخر عمر میں حضرت بایزید بسطامیؒ اس کلمہ سے توبہ تائب ہو گئے تھے۔ انہوں نے یہ اقرار کیا تھا کہ انہوں نے یہ بات ٹھیک نہیں کہی تھی"۔ یہاں تک کہا کہ "میں اس وقت یہودی تھا" میں از سر نو مسلمان ہوتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں:

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحد لا شریک لہ واشہد ان محمدً عبدہ ورسولہ"

"فوائد الفواد" کے متعلق مشہور فرانسیسی مفکر رینے گینوں جو اب مشرف بہ اسلام ہو کر عبدالواحد یحییٰ ہو گئے ہیں ان الفاظ میں وضاحت کرتے ہیں۔

> "One would scarcely believe, for example, how many people, have become seriously and perhaps irremediably unbalanced through the numerous predictions connected with the "Great Pope" or the "Grand Monarch". These predictions do contain a few traces of certain truths, but strangely distorted by the "mirrors" of and inferior psychism, and in addition brought down to the measure of the mentality of the "Seers" who have to some extent "materialized" them and have 'Localized' them more or less narrowly so as to force them into the frame-work of their own preconceived ideas. 150 (The Reign of Quantity and the signs of the times, Suhail Academy, Lahore p.306-7)

معنی یہ کہ آدمی کی اپنی اندرونی ہوس طرح طرح کے روپ اختیار کر لیتی ہے۔ صاحب ہوس کبھی اپنے آپ کو غوث جاننے لگتا ہے کبھی قطب بن جاتا ہے۔ کبھی کہتا ہے میں کرشن جی مہاراج ہوں اور کبھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مسیح موعود ہے۔ (۱۱)

حاشیہ صـ۱ پر دیکھیں

حضرت مجددؒ نے دفتر اول ص ۱۰۱ پر فرمایا ہے کہ آدمی کے وجود کا وہ حصہ جو عالم خلق سے تعلق رکھتا ہے اپنی سی کوشش کرتا ہی رہتا ہے۔ لیکن وہ وضاحت فرماتے ہیں کہ اسے ایسا کرتے ہی رہنا چاہیئے۔ نفس امارہ اگر سرکشی اختیار کرتا رہے تو آدمی کے ایمان کو آزمائش و امتحان سے دوچار ہونے کا موقع ملتا رہتا ہے اور اس طرح اس کی فتوحات جاری رہتی ہیں۔

مگر یہ سب کچھ مبنی ہے اخلاص نیت پر جو لوگ نیت کے کھرے اور صادق الاسلام ہوں وہ غلطی سے آگاہ ہو کر توبہ کر لیتے ہیں۔ اس کے برعکس جہاں نیتوں میں خلوص نہ ہو وہاں صاحبِ کشف اڑ جاتا ہے بلکہ وہ الہام گھڑ گھڑ کے جان بوجھ کے خود بھی گمراہ ہوتا ہے ایسے محکوم ہوس اور مغلوب حرص اور جاہ پرست دنیا دار مریض سے جو نقصان پہنچتا ہے اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

قرآن کو بازیچہ تاویل بنا کر ! ! !
چاہے تو خود ایک تازہ شریعت کرے ایجاد

حضرت علامہؒ کی ایک نظم ہے "الہام اور آزادی" اس میں انہوں نے بندہ آزاد اور بندہ محکوم کے الہام پر یوں روشنی ڈالی ہے۔ وہاں محکوم انگریز کا حکم بردار ذہنی غلام بھی ہو سکتا ہے۔ اور بندہ ہوس بھی۔ تن کا غلام، ہوس کا غلام، جاہ و شان کا غلام----ضربِ کلیم کی ایک مختصر سی نظم ہے۔

ہو بندہ آزاد اگر صاحب الہام ! !
ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لئے مہمیز !
اس کے نفس گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاک چمنستان شرر آمیز
شاہیں کی ادا ہوتی ہے بلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مرغانِ سحر خیز !
اس مرد خود آگاہ خدا مست کی صحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہ جم و پرویز !
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے !
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز !

بندہ ہوس حسن بن صباح ہو تو وہ بھی محکوم اور اگر کوئی کسی آقا کی گیم کھیل رہا ہو اور فرمائشی الہامات عام کر رہا ہو تو جب بھی محکوم وہ لوگ جو صاحبِ نظر ہیں انہیں ہر لحظہ یہ دیکھتے رہنا چاہیئے کہ وہ کون سے القا، الہام یا کرامات کے خریدار بقیہ ص ۱۹ پر دیکھیں۔

حاشیہ سابقہ صفحہ

(۱) یہ حقیقت ہر ذی علم مسلمان پر واضح ہے کہ یہ دونوں دعوے اور آخر میں نبوت کا دعویٰ مسیلمہ کذاب کے جانشین مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا۔ اور وہ کم و بیش اسی قسم کی کیفیات سے دوچار ہوا اور شیطانی وساوس کو وحی و الہام سے تعبیر کیا۔ برصغیر کے علماء اور خصوصاً مجلس احرار اسلام نے اس فتنہ کی سرکوبی کی اور مسلسل تحریکیں چلا کر بالآخر ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں قانونی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

معلوم نہیں کہ محترم مرزا منور صاحب نے یہاں خود مرزا غلام احمد قادیانی کا نام نہیں لکھا یا نوائے وقت کی روایتی منافقت کی نذر ہوا۔ یہ وضاحت ہمیں اس لئے کرنا پڑی کہ قارئین اس حصہ کو مضمون سے مربوط کر لیں تا کہ فتنہ قادیانیت سے کما حقہ آگاہ ہو سکیں۔ (ادارہ)